ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اگست ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ...... فرماتے ہیں :۔

"....اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر النّاس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں۔ اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچّی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقّانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں۔ اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔"

(براہین احمدیہ جلد چہارم
رُوحانی خزائن جلد ۱ صـ ۵۵۷
حاشیہ در حاشیہ)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ظہور ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۷۵ ہش

اگست ۔۔۔۔۔۔ ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ۔۔۔۔۔۔ ۳۷

شمارہ نمبر ۔۔۔۔۔۔ ۸

شرح چندہ

پاکستان ۔۔۔۔۔۔ ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ۔۔۔۔۔۔ چھ روپے

اداریہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور اسکے ثمرات

ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیا والاصفیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ہی اعلیٰ وارفع مقام ہے۔ آپؐ صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہرِ اتم، انسانیت کے محسنِ اعظم، کائنات کیلئے وجود رحمت اور جامع جمیع کمالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبّت میں آپؐ نے جو مقام پایا وہ اور کسی کو حاصل نہ ہوا۔ آپؐ کے اس عظیم الشان مقام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ...... فرماتے ہیں:۔

"حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے۔ جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمدؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالات تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کی رُو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اُس کو عطا ہوا اور اعلیٰ ارفع مقام محبّت کا ملا......"

(توضیح مرام)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ جب ایک انسان اپنی کامیاب زندگی کیلئے جدوجہد کرتا ہے تو وہ فطرتاً محبتِ الٰہی کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے تا وہ اپنے مقصد حیات کو پائے۔۔۔ اس کے لئے وہ ایک نمونہ کا محتاج ہوتا ہے۔ بندے کا صبغۃ اللہ کا رنگ اختیار کرنے اور اپنے وجود کو محبتِ الٰہی میں مقامِ فنا تک لے جانے کے لئے بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نمونہ قرار دیا گیا۔ جب انسانی فطرت میں یہ سوال پیدا ہوا کہ محبوبِ حقیقی کی لقا اور فنا کا مقام کیسے مل سکتا ہے۔ تو رب کریم نے اپنے برگزیدہ رسولؐ کے وجود کو پیش فرمایا۔ کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو حضرت اقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرو۔ جس سے تم صرف اللہ کی محبت کو ہی نہ پاؤ گے بلکہ اللہ کے محبوب بھی کہلاؤ گے اور یہ امر واقعہ ہے کہ اتباع کا لازمی تقاضا ہے کہ جس کی کامل اتباع کی جائے اس سے کامل محبت ہو اور محبت سے ہی تو اتباع کا عاشقانہ رنگ اُبھرتا ہے۔ محبت و اتباع رسولؐ کا یہ رنگ ہی اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے۔

ہمارے سیّد و مولیٰ کا یوم ولادت اور ماہ ربیع الاوّل ہمیں یاد دلاتا ہے آپؐ کی مقدس حیات کے ہر لمحہ اور ہر مرحلہ کی۔ یہ نہیں کہ ایک آدھ دن کے لئے جشن و جلوس کا اہتمام کر لیا بلکہ ہمارا سارا سال اور ساری زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تابع ہونی ضروری ہے۔ آپؐ کی کامل اتباع و اطاعت جو محویت و فنا کا رنگ پیدا

کرے اللہ کی محبت عطا کرتی ہے۔ ذکر و سیرت رسولؐ کی محفلیں بھی اسی غرض سے ہونی چاہئیں کہ تا ہماری گفتار ہمارا کردار اور ہمارے اعمال اور تمام معاملات میں اتباع رسولؐ کا رنگ پیدا ہو یہی اتباع ثمراتِ حسنہ کا موجب ہے۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ...... فرماتے ہیں:۔

> "میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اُس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے۔ اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔"
>
> (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صـ ۶۷-۶۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی کے ہر دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی اور کامل اتباع کی توفیق دے۔ تا ہم محبتِ الٰہیہ کے ثمرات سے مستفیض ہوں۔ آمین

قارئین تصحیح فرمالیں:

۱۔ ماہنامہ انصار اللہ کے شمارہ دسمبر ۹۵ء کے صفحہ ۷ پر شعر ۲ کے دوسرے مصرعہ میں بَر کی بجائے پر شائع ہو گیا ہے۔ مصرعہ یوں ہے۔

ع صادقاں را منتہائے صدق بر عشقش قرار

۲۔ ماہ جنوری کے شمارہ میں صفحہ ۴ پر سطر ۱۳ میں خَرِیث خَیْبَر درست فرمالیں۔ ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔

۳۔ خصوصی اشاعت شمارہ جون ۹۶ء میں قارئین درستی فرمالیں:

ا۔ صفحہ ۶ کی سطر ۴ پر اُخفیٰ۔ ب۔ صفحہ ۸۵ کی سطر آخری اور صفحہ ۸۸ کی سطر ۴ پر ۱۸۹۷ء۔ ج۔ صفحہ ۹۴ کی سطر ۱۲ پر ۱۸۹۷ء-۱۸۹۸ء۔ صفحہ ۹۷ غضِ بصر کے نیچے صـ ۳۴۴۔ صفحہ ۸۲ کی سطر ۱، ۵ میں ۱۸۹۶ء۔ صفحہ ۴۲ میں لفظ خیبو اور صفحہ ۱۱۶ سطر ۸ پر ستارہ قیصریہ کی بجائے تحفہ قیصریہ ہے۔ قارئین درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

امام الکلام

خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ...... فرماتے ہیں :-

"ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گذشتہ قصے کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ اُمت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہٰذا اس اُمت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہٰذا ہماری رُوح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب اسلام ہے ...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پالیتے ہیں۔ لہٰذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال سے مراتب عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے۔ محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے اور صدہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانے میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانے میں **مسیح موعود** کے نام سے مجھے بھیجا ہے۔ دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے۔ گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہ سب **برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔**

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں ❁ محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخُدا ❁ خدا نما است وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صـ ۱۵۵-۱۵۷)

کلام الامام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر الٰہی اور عبادت

سیدنا حضرت المصلح الموعود ...... فرماتے ہیں :-

"...... بہت سے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا جائے۔ چنانچہ چھینک پر، کھانا شروع کرتے وقت، پھر ختم ہونے کے بعد، سوتے وقت، جاگتے وقت، نمازوں کے بعد، کوئی بڑا کام کرتے وقت، وضو کرتے وقت، غرضیکہ اکثر اعمال میں آپؐ نے خدا تعالیٰ کے ذکر کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نہ صرف خود ہی ذکرِ الٰہی میں زیادہ مشغول رہتے تھے بلکہ دوسروں سے بھی چاہتے تھے کہ یہ بھی یادِ الٰہی میں مشغول رہیں جو آپؐ کے کمالِ محبت پر دال ہے۔

مَیں نے بہت سے آدمی دیکھے ہیں کہ ذرہ عبادت کی اور مغرور ہو گئے۔ چند دن کی نمازوں یا عبادتوں کے بعد وہ اپنے آپ کو فرعونِ بے ساماں یا فخرِ اولیاء سمجھنے لگتے ہیں اور دنیا و مافیہا ان کی نظروں میں حقیر ہو جاتی ہے۔ بڑے سے بڑے آدمی کی حقیقت کچھ نہیں جانتے بلکہ انسان کا تو کیا کہنا ہے خدا تعالیٰ پر بھی اپنا احسان جتاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جو عبادتیں ہم نے کیں ہیں گویا خدا تعالیٰ پر احسان کیا ہے۔ اور وہ ہمارا ممنون ہے کہ ہم نے اسکی عبادت کی ورنہ اگر عبادت نہ کرتے تو وہ کیا کر لیتا۔ جو لوگ اس طرز کے نہیں ہوتے ان میں سے بھی اکثر ایسے دیکھے گئے ہیں کہ عبادت کر کے کچھ تکبّر ضرور آجاتا ہے اور بہت ہی کم ہیں جو عبادت کے بعد بھی اپنی حالت پر قائم رہیں اور یہی نیکوں کا گروہ ہے پھر سمجھ سکتے ہو کہ نیکوں کے سردار اور نبیوں کے سرتاج حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہوگا۔

آپؐ تو کل نبیوں کے جامع اور کل نیکیوں کے سرچشمہ تھے۔ عبادت کسی تکبّر یا بڑائی کیلئے کرنا تو الگ رہا جس قدر خدا تعالیٰ کی بندگی بجالاتے اتنی ہی ان کی آتشِ شوق تیز ہوتی اور آپؐ بجائے عبادت پر خدا تعالیٰ کو اپنا ممنونِ احسان بنانے کے خود شرمندۂ احسان ہوتے کہ الٰہی اس قدر توفیق جو عبادت کی ملتی ہے تو تیرے ہی فضل سے ملتی ہے۔ آپؐ کی عبادت ایک دورِ تسلسل کا رنگ رکھتی ہے۔ کچھ حصہ وقت جب عبادت میں گزارتے تو خیال کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کام کی توفیق دی اس احسان کا شکر بجالانا ضروری ہے۔ اس جذبۂ ادائیگی شکر سے بے اختیار ہو کر کچھ اور عبادت کرتے اور پھر اسے بھی خدا تعالیٰ کا ایک احسان سمجھتے کہ شکر بجالانا بھی ہر ایک کا کام نہیں جب تک خدا تعالیٰ کا احسان نہ ہو۔ پھر اور بھی شوق کی جلوہ نمائی ہوتی اور پھر اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو جاتے اور یہ راز و نیاز کا سلسلہ ایسا وسیع ہوتا کہ بارہا عبادت کرتے کرتے آپؐ کے پاؤں سُوج جاتے۔ صحابہؓ عرض کرتے یا رسول اللہ اس قدر بھی عبادت کی آپؐ کو کیا حاجت ہے آپؐ کے تو گناہ صاف ہو چکے ہیں۔ اس کا جواب آپؐ یہی دیتے کہ پھر کیا مَیں شکر نہ کروں ......"

(سیرت النبیؐ صفحہ ۵۳-۵۴)

عربی منظوم کلام

لَاشَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى

فَطَلَعْتَ يَا شَمْسَ الْهُدٰى نُصْحًا لَّهُمْ ∴ لِتُضِيْئَهُمْ مِّنْ وَّجْهِكَ النُّوْرَانِيْ

سو اے آفتابِ ہدایت! تُو نے ان کی خیر خواہی کیلئے طلوع کیا تا اپنے نورانی چہرہ سے انہیں منوّر کر دے

اُرْسِلْتَ مِنْ رَّبٍّ كَرِيْمٍ مُّحْسِنٍ ∴ فِي الْفِتْنَةِ الصَّمَّاءِ وَالطُّغْيَانِ

تُو ربّ کریم محسن کی طرف سے خوفناک فتنے اور طغیان و سرکشی کے وقت بھیجا گیا

يَا لَلْفَتٰى مَا حُسْنُهٗ وَجَمَالُهٗ ∴ رَيَّاهُ يُصْبِي الْقَلْبَ كَالرَّيْحَانِ

واہ! کیا ہی جوان مرد ہے! کیسے حُسن و جمال والا ہے! جس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح موہ لیتی ہے

وَجْهُ الْمُهَيْمِنِ ظَاهِرٌ فِيْ وَجْهِهٖ ∴ وَشُئُوْنُهٗ لَمَعَتْ بِهٰذَا الشَّانِ

آپؐ کے چہرہ میں خدا کا چہرہ نمایاں ہے اور خدا کی صفات (آپؐ کی) اس شان سے جلوہ گر ہو گئیں

فَلِذَا يُحَبُّ وَيَسْتَحِقُّ جَمَالُهٗ ∴ شَغَفًا بِهٖ مِنْ زُمْرَةِ الْاَخْدَانِ

سو اسی لئے تو آپؐ سے محبت کی جاتی ہے اور آپؐ کا ہی جمال اس لائق ہے کہ دوستوں کے گروہ میں سے صرف آپؐ ہی سے بے پناہ محبت کی جائے

لَاشَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى ∴ رِيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْيَانِ

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ، معزّزین میں سے برگزیدہ اور سرداروں میں سے منتخب وجود ہیں

تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ ∴ خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانٍ

ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپؐ پر کمال کو پہنچ گئیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپؐ پر ختم ہو گئیں ہیں

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد ٥ صفحہ ٥٩٢-٥٩٣)

فارسی منظوم کلام

مظہرِ نورے کہ پنہاں بود از عہدِ ازل

آنکہ دارد قربِ خاص اندر جنابِ پاکِ حق ⁂ آنکہ شانِ او نہ فہمند خاصان و کبار
وہ جو کہ جنابِ الٰہی میں خاص قرب رکھتا ہے وہ جس کی شان خواص اور بزرگ بھی نہیں سمجھتے

احمدِ ؐ آخر زماں کو اولیں را جائے فخر ⁂ آخریں را مقتدائے ملجاؤ کہف و حصار
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آخرالزمان جو پہلوں کیلئے فخر کی جگہ ہے اور آخرین کیلئے پیشوا مقام پناہ جائے حفاظت اور قلعہ ہے

مظہرے نورے کہ پنہاں بود از عہدِ ازل ⁂ مطلعِ شمسے کہ بود از ابتداء در استتار
وہ اس نور کا مظہر ہے جو روزِ ازل سے مخفی تھا اور اس سورج کے نکلنے کی جگہ ہے جو ابتدا سے نہاں تھا

ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل ⁂ ہر دم و ہر ذرّہ اش پُر از جمالِ دوستدار
اس کے وجود کا ہر رگ و ریشہ خداوندِ ازل کا گھر ہے اور اس کا ہر سانس اور ہر ذرّہ دوست کے جمال سے منور ہے

حسنِ روئے او بہ از آفتاب و ماہتاب ⁂ خاکِ روئے او بہ از صد نافۂ مشکِ تتار
اس کے چہرہ کا حسن سینکڑوں چاند اور سورج سے بہتر ہے اور اسکے کوچہ کی خاک تاتاری مشک کے سینکڑوں نافوں سے زیادہ خوشبودار ہے

ہست او از عقل و فکر و وہمِ مردم دور تر ⁂ کے مجالِ فکر تا آں بحرِ ناپیدا کنار
وہ لوگوں کی عقل و سمجھ سے بالا ہے۔ فکر کی کیا مجال کہ اس ناپیدا کنار سمندر کی حد تک پہنچے

روحِ او در گفتنِ قولِ ؎ بلیٰ اوّل کسے ⁂ آدمِ توحید و پیش از آدمش پیوندِ یار
قول بلیٰ کہنے میں اس کی روح سب سے اول ہے۔ وہ توحید کا آدم ہے اور آدم سے بھی پہلے اس یار سے تعلق تھا

؎ اشارہ سوئے الست بربکم قالو بلیٰ

(آئینہ کمالاتِ اسلام ۔ روحانی خزائن جلد ۵ صـ۲۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ..... کی تحریرات سے

آپؐ کا مظہر اتم الوہیت وجود۔ کمالات متفرقہ کا جامع ہونا۔ قوتِ قدسیہ۔ اخلاق فاضلہ، صبر و استقامت

ایڈیٹر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسین سیرت اور بلند مقام و مرتبہ کو حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتب میں کثرت سے بیان فرمایا ہے۔ یہاں چند اہم اقتباسات دیئے جا رہے ہیں۔

عالی مرتبہ کا نبی

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام **محمدؐ** ہے (ہزار ہزار درود و سلام اس پر) یہ **کس عالی مرتبہ کا نبی** ہے۔ اس کے عالی مرتبہ کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے بجز اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ **توحید** جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ کی محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو **تمام انبیاء اور تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت** بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے....."

(حقیقۃ الوحی۔ رُوحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۸)

آپؐ کا اعلیٰ و ارفع مقام

"واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اس ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے۔ جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں۔ چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے ....

...... حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں **محمدؐ** ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالات تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کی رُو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا۔ ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اُس کو عطا ہوا۔ اور اعلیٰ ارفع مقام محبت کا ملا...... ایسا ہی یہ وہ عالی شان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدائے تعالیٰ کا ظہور قرار دے دیا اور اس کا آنا خدائے تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا ہے۔" (توضیح مرام۔ رُوحانی خزائن جلد ۳ ص ۶۲-۶۴)

مظہرِ اتمّ الوہیّت وجود

"...... ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام **نُور** جو دنیا کو روشن کرتا ہے اور **رحمت** جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے۔ اور **رؤف** اور **رحیم** جو خدا تعالیٰ کے نام ہیں ان ناموں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارے گئے ہیں۔ اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات اور تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم **مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے......**" (سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ ص ۲۲۹) حاشیہ

عاشق وجہ اللہ وجود

"جو شخص قرآن کریم کی اسالیبِ کلام کو بخوبی جانتا ہے اس پر یہ پوشیدہ نہیں کہ بعض اوقات وہ کریم و رحیم جلّ شانہٗ اپنی خواص عباد کے لئے ایسا لفظ استعمال کر دیتا ہے کہ بظاہر بدنما ہوتا ہے مگر معناً نہایت محمود اور تعریف کا کلمہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے نبی کریمؐ کے حق میں فرمایا۔ **وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ**۔ اب ظاہر ہے ضال کے معنے مشہور اور متعارف جو اہلِ لُغت کے منہ پر چڑھے ہوئے ہیں گمراہ کے ہیں۔ جس کے اعتبار سے آیت کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے (اے رسول اللہ) تجھ کو گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گمراہ نہیں ہوئے اور جو شخص مسلمان ہو کر یہ اعتقاد رکھے کہ کبھی آنحضرت صلعم نے اپنی عمر میں ضلالت کا عمل کیا تھا تو وہ کافر بے دین اور حدِّ شرعی کے لائق ہے۔ بلکہ آیت کے اس جگہ وہ معنے لینے چاہئیں جو

آیت کے سیاق و سباق سے ملتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے پہلے آنحضرت صلعم کی نسبت فرمایا۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۔ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے تجھے یتیم اور بے کس پایا۔ اور اپنے پاس جگہ دی۔ اور تجھ کو ضال (یعنی عاشق وجہ اللہ) پایا۔ پس اپنی طرف کھینچ لایا۔ اور تجھے درویش پایا پس غنی کر دیا۔“

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۷۰-۱۷۱)

آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ

”...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا۔ نہ ہر جگہ حلم پسند تھا۔ اور نہ ہر مقام پر غضب مرغوبِ خاطر تھا۔ بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقع کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی...... ایک دوسرے مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (الجزو نمبر ۲۹) یعنی تو اے نبی ایک خُلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے۔

پس اپنی ذات میں تمام مکارمِ اخلاق کا ایسا متمّم و مکمل ہے اس زیادت متصوّر نہیں......“

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۹۳-۱۹۴)

اخلاقِ فاضلہ کا جامع وجود

”حضرت موسیٰ بردباری اور حلم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لے گئے تھے۔ اور بنی اسرائیل میں نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰ کے مرتبہ عالیہ تک پہنچ سکے۔ توریت سے ثابت ہے جو حضرت موسیٰ رفق اور حلم اور اخلاقِ فاضلہ میں سب اسرائیلی نبیوں سے بہتر اور فائق تر تھے۔ جیسا کہ گنتی باب دوازدہم آیت سوم توریت میں لکھا ہے کہ موسیٰ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھا۔ سو خدا نے توریت میں موسیٰ کی بُردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں میں سے کسی کی تعریف میں یہ کلمات بیان نہیں فرمائے۔ ہاں جو اخلاقِ فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اُن اخلاقِ فاضلہ کا

جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ تو خُلقِ عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اُس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول وعرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مضمون ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ و شمائلِ حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفسِ محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجے کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب ۴۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے تجھے زیادہ معطر کیا۔ (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۰۵-۶۰۶)

کمالاتِ متفرقہ کا جامع وجود

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰؑ بھی ہے اور عیسیٰؑ بھی اور آدمؑ بھی اور ابراہیمؑ بھی اور یوسفؑ بھی اور یعقوبؑ بھی۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہ اشارہ فرماتا ہے فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ یعنی اے رسول تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرے۔ جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں۔ اور درحقیقت محمدؐ کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ محمد کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفاتِ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعۂ انبیاء تھی۔ اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پا کر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے۔ اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیمؑ سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے۔ اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے۔ اور اُس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے۔ پس اس حدیث میں حضرت مسیحؑ کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح صلی اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اس نے مسیحؑ ناصری کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اُس کی صداقت کے لئے گواہی دی۔ اور اُن تہمتوں سے اُس کو بَری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی تھی۔ اور مسیح کی رُوح کو خوشی پہنچائی۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صـ ۳۲۳)

آپؐ کی عظیم الشّان قوّتِ قدسیہ

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک **مجدّدِ اعظم** تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپؐ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپؐ ظاہر ہوئے آپؐ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصّہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر ہے کہ آپؐ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپؐ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپؐ ہی سے مخصوص تھی کہ آپؐ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی۔ اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے۔۔"

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صـ ۲۰۶)

آپؐ کا صبر و استقلال اور استقامت

"خیال کرنا چاہیئے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٰ نبوّت پر باوجود پیدا ہو جاتے ہزاروں

خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے آخر دم تک ثابت اور قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلّی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم میں بھی نہیں گزرتا تھا۔ بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے۔ اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا۔ اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکلے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی۔ اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے۔ اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکّار کا کام نہیں۔ اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا۔ کوئی عمارت نہ بنائی۔ کوئی بارگاہ تیار نہ ہوئی۔ کوئی سامان شاہانہ عیش و عشرت کا تجویز نہ کیا گیا۔ کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا۔ بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا۔ اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔ اور پھر صاف گوئی اس قدر کہ توحید کا وعظ کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنا لیا۔ جو اپنے اور خویش تھے اُن کو بُت پرستی سے منع کر کے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑ لی۔ کیونکہ ان کو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بد اعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیحؑ کی تکذیب اور توہین سے منع کیا۔ جس سے ان کا نہایت دل جل گیا۔ اور سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے اور ہر دم قتل کر دینے کی گھات میں رہنے لگے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا گیا۔ کیونکہ جیسا کہ اُن کا اعتقاد تھا حضرت عیسیٰؑ کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہو گئے۔ کیونکہ اُن کو بھی اُن کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی۔ اور مدارِ نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی۔ اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی؟"

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۰۸-۱۰۹)

اللہ تعالیٰ کی رضا میں محو و فنا ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جاں باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی

میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دُکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکّل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔“

(براہین احمدیہ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۱۱-۱۱۲)

مکّی زندگی میں آپؐ کا صبر و استقامت

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ زندگی جو مکّہ میں گزری اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اُٹھتا ہے جب اُن کا تصوّر کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی فراخ دلی استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ ملتا ہے۔ کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لحظہ سُست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں۔ بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اُٹھتے ہیں کہ آپؐ تو خدا کے حبیب مصطفیٰ اور مجتبیٰ تھے پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جب تک زمین کو نہ کھودا جاوے اس کا جگر نہ پھاڑا جاوے وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے ہی گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے۔ جو مایۂ حیات ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لذّت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثباتِ قدم دکھانے سے نہیں ملتی جب تک ان مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گزرے۔ وہ لوگ جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں وہ ان مصائب کی لذّت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں اور کب اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ جب آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی اندر سے ایک سرور اور لذّت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا۔ خدا تعالیٰ پر توکّل اس کی محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۱۶-۵۱۷)

آپؐ کے ذریعہ حیرت انگیز انقلاب

”کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر ۔ بے زور ۔ بے کس ۔ اُمّی ۔ یتیم ۔ تنہا ۔ غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں کہ ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی ۔ اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں ۔ اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا ۔ اگر یہ خدائی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی ؟ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی پیدا ہوا کرتا ہے ؟ خیال کرنا چاہیئے کہ جب آنحضرتؐ نے پہلے پہل لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں اُس وقت ان کے ہمراہ کون تھا ۔ اور کس بادشاہ کا خزانہ ان کے قبضے میں آگیا تھا کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی ؟ یا فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا ؟ ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرتؐ زمین پر اکیلے اور بے کس اور بے سامان تھے ۔ صرف اُن کے ساتھ خدا تھا جس نے ان کو ایک بڑے مطلب کے لئے پیدا کیا تھا ۔“

(براہین احمدیہ ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۱۹-۱۲۰)

آپؐ کا استقلال اور نصرت الٰہی

”پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا ۔ اگر آنجنابؐ درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے ۔

۱ ۔ ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے ۔

۲ ۔ دوسرا موقعہ وہ تھا جبکہ کافر لوگ اس غار پر مع ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے ۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے ۔

۳ ۔ تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جبکہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے ۔ اور کافروں نے آپؐ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا ۔ اور آپؐ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی ۔ یہ ایک معجزہ تھا ۔

۴ ۔ چوتھا وہ موقعہ تھا جبکہ ایک یہودیہ نے آنجنابؐ کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔

۵ ۔ پانچواں وہ نہایت خطرناک موقع تھا جبکہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے مصمّم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام پُرخطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپؐ صادق تھے اور خدا آپؐ کے ساتھ تھا۔" (چشمۂ معرفت ۔ رُوحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۶۳-۲۶۴)

"انبیاء اور اولیاء کا وجود اس لئے ہوتا ہے کہ تا لوگ جمیع اخلاق میں اُن کی پیروی کریں اور جن امور پر خدا نے ان کو استقامت بخشی ہے اُسی جادۂ استقامت پر سب حق کے طالب قدم ماریں اور یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ اخلاق فاضلہ کسی انسان کے اس وقت بپایۂ ثبوت پہنچتے ہیں کہ جب اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوں اور اسی وقت دلوں پر اُن کی تاثیریں بھی ہوتی ہیں ....

چونکہ بجز زمانۂ مصیبت و ادبار و زمانۂ دولت و اقتدار یہ دونوں قسم کے اخلاق ظاہر نہیں ہو سکتے اس لئے حکمتِ کاملہ ایزدی نے تقاضا کیا کہ انبیاء و اولیاء کو ان دونوں طور کی حالتوں سے کہ جو ہزارہا نعمتوں پر مشتمل ہیں متمتع کرے۔ لیکن ان دونوں حالتوں کا زمانۂ وقوع ہر ایک کے لئے ایک ترتیب پر نہیں ہوتا۔ بلکہ حکمتِ الٰہیہ بعض کے لئے زمانۂ امن و آسائش پہلے حصہ میں میسّر کر دیتی ہے۔ اور زمانۂ تکالیف پیچھے سے اور بعض پر پہلے وقتوں میں تکالیف وارد ہوتی ہیں۔ اور پھر آخر کار نصرت الٰہی شامل ہو جاتی ہے اور بعض میں یہ دونوں حالتیں مخفی ہوتی ہیں۔ اور بعض میں کامل درجہ پر ظہور و بروز پکڑتی ہیں اور اس بارے میں سب سے اوّل قدم حضرت خاتم الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال وضاحت سے یہ دونوں حالتیں وارد ہو گئیں۔ اور ایسی ترتیب سے آئیں کہ جس سے تمام اخلاقِ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثلِ آفتاب کے روشن ہو گئے۔ اور مضمون اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا بپایۂ ثابت پہنچ گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا دونوں طور پر علیٰ وجہ الکمال ثابت ہونا تمام انبیاء کے اخلاق کو ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ آنجنابؐ نے ان کی نبوّت اور ان کی کتابوں کو تصدیق کیا۔ اور ان کا مقرب اللہ ہونا ظاہر کر دیا ہے ۔.....

..... دنیا میں آنحضرتؐ سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامّہ سے روشن ہو گئے ہوں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرتؐ پر کھول دیئے۔

سو آنجناب ؐ نے اُن سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہّ بھی خرچ نہ ہوا۔ نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی۔ بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی اور وہ جو دل آزار تھے اُن کو اُن کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا۔ اور کھانے کے لئے نانِ جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں۔ پر آنحضرت ؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا کے ذرا آلودہ نہ کیا۔ اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا اور اُس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا۔ اور ہزاروں دشمنوں کے مقابلے پر معرکۂ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا خالصتاً خدا کے لئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی۔ غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاقِ فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاء میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثل نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی۔"

(براہین احمدیہ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۷۷-۲۸۱)

"خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح کو دو حصوں پر منقسم کر دیا ہے۔ **ایک حصہ** دکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور **دوسرا حصہ** فتحیابی کا۔ تا مصیبتوں کے وقت میں وہ خُلق ظاہر ہوں جو مصیبتوں کے وقت ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خُلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار کے ثابت نہیں ہوتے۔ سو ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہوگئے۔ چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ ۱۳ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا۔ اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔

اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفّار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دُکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ اُن کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا۔ اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپؐ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک خدا کی طرف سے اور حقیقۃً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے دشمنوں کے پُرانے کینے یکلخت دُور ہو گئے۔ آپؐ کا بڑا بھاری خُلق جس کو آپؐ نے ثابت کر کے دکھلا دیا وہ خُلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر کر کے فرمایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے۔ یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے۔ تا میرے مرنے سے اُن کو زندگی حاصل ہو۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۷-۲۴۸)

"سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت ہے جس کا کُل اسلامی دنیا پر اثر ہے۔ آپؐ ہی کی عزّت نے پھر دنیا کو زندہ کیا۔ عرب جس میں زنا، شراب اور جنگ جوئی کے سوا کچھ رہا نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چکا تھا ہمدردی اور خیر خواہی نوع انسان کا نام و نشان تک مِٹ چکا تھا اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے بلکہ حقوق اللہ پر اس سے زیادہ تاریکی چھا گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پتھروں، بوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھیں۔ قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا۔ عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پوجا دنیا میں ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مکروہ کا نقشہ اگر ذرا دیر کے لئے بھی ایک سلیم الفطرت انسان کے سامنے آجاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم و جور کے بھیانک اور خوفناک نظارہ کو دیکھے گا۔ فالج ایک طرف گرتا ہے مگر یہ فالج ایسا فالج تھا کہ دونوں طرف گرا تھا۔ فساد کامل دنیا میں برپا ہو چکا تھا۔ نہ بحر میں امن و سلامتی تھی اور نہ برّ پر سکون و راحت۔ اب اس تاریکی اور ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ آپؐ نے آ کر کیسے کامل طور پر اس میزان کے دونوں پہلو درست فرمائے۔ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اپنے اصل مرکز پر قائم کر دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی طاقت کا کمال اس وقت ذہن میں آسکتا ہے جبکہ اس زمانے کی حالت پر نگاہ کی جاوے۔ مخالفوں کو آپؐ کو اور آپؐ کے متبعین کو جس قدر تکالیف پہنچائیں اور اس کے بالمقابل آپؐ نے ایسی حالت میں جبکہ آپؐ کو پورا اقتدار اور اختیار حاصل تھا اُن سے جو سلوک کیا وہ آپؐ کے علوّ شان کو ظاہر کرتا ہے۔

ابوجہل اور اس کے دوسرے رفیقوں نے کون سی تکلیف تھی جو آپؐ کو آپؐ کے جان نثار خادموں کو نہیں دی۔ غریب مسلمان عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا اور وہ چیری جاتی تھیں، محض اس گناہ پر کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر کیوں قائل ہوئیں۔ مگر آپؐ نے اس کے مقابل صبر و برداشت سے کام لیا۔ اور جبکہ مکہ فتح ہوا تو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہہ کر معاف فرمایا۔ یہ کس قدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ملفوظات جلد دوم۔ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپؐ کیا بلحاظ اپنے اخلاقِ فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوتِ قدسی اور عقدِ ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے۔ غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے اندر رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بے جا غصہ اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپؐ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔"

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۵ بحوالہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۴۸۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کیلئے دعائیں اور تضرع

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ **وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا** اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔"

(برکات الدعاء۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰-۱۱)

"ابتدائے اسلام میں بھی جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدائے تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپؐ نے مانگیں۔ جس قدر عظیم الشان فتوحات ہوئیں کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا۔ وہ سب آنحضرتؐ کی دعاؤں کا اثر تھا۔ ورنہ صحابہؓ کی قوت کا تو یہ حال تھا کہ جنگ بدر میں صحابہ کے پاس صرف تین

تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔" (الحکم ۱۷۔ دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۴ بحوالہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۲۸۱)

"آپؐ کے مبارک ناموں میں سے سر یہ ہے کہ محمدؐ اور احمدؐ جو دو نام ہیں ان میں دو جُدا جُدا کمال ہیں۔ محمدؐ کا نام جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا ہے اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے، کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ پس اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے۔ مگر احمدؐ کا نام اپنے اندر عاشقانہ رنگ رکھتا ہے کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے۔ وہ اپنے محبوب اور معشوق کی تعریف کرتا ہے۔ اس لئے جیسے محمدؐ محبوبانہ شان میں جلالی اور کبریائی کو چاہتا ہے اسی طرح احمدؐ عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے۔ اس میں ایک سرّ یہ تھا کہ آپؐ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر کر دی گئی۔ ایک تو مکّی زندگی ہے جو تیرہ ۱۳ برس کے زمانہ کی ہے اور دوسری وہ زندگی جو مدنی زندگی ہے اور وہ دس ۱۰ برس کی ہے۔ مکّہ کی زندگی میں اسم احمد کی تجلّی تھی۔ اس وقت آپؐ کی دن رات خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و بکا اور طلبِ استعانت اور دعا میں گزرتی تھی۔ اگر کوئی شخص آپؐ کی اس زندگی کے بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ جو تضرّع اور زاری آپؐ نے اس مکّی زندگی میں کی ہے وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں کبھی نہیں کی اور نہ کر سکے گا۔ پھر آپؐ کی تضرّع اپنے لئے نہ تھی بلکہ یہ تضرّع دنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا نام ونشان چونکہ مٹ چکا تھا اور آپؐ کی رُوح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ میں ایمان رکھ کر ایک لذّت اور ایک سُرور آچکا تھا۔ اور فطرتاً دنیا کو اس لذّت اور محبّت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔ اِدھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے تو ان کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقع ہو چکی تھیں اور بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی اس حالت پر آپؐ گریہ وزاری کرتے تھے۔ اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ یہ آپؐ کی متضرّعانہ زندگی تھی اور اسم احمدؐ کا ظہور تھا۔ اُس وقت آپؐ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی اور اسم محمدؐ کی تجلّی کے وقت ہوا۔ جیسا کہ اس آیت سے پتہ لگتا ہے۔ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۲۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے اثرات

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ..... کی تحریرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور کامل نمونہ کی ایک حسین تصویر پیش کرتی ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ..... نے آپؐ کی کامل اتبّاع اور پیروی کے ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اسی طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے۔ اور اس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبتِ الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے۔ اور اس کی تائید اور نصرت بھی ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ص)

"حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے اور اس آفتاب صداقت کی کیسی اعلیٰ درجہ پر روشن تاثیریں ہیں جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے کسی کو آیت اللہ اور حجت اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامدِ الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۲۷۰-۲۷۱)

"میں سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے۔ اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔"

(ملفوظات جلد اوّل ص ۱۳۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعوئے محبت کا انحصار آپؐ کی کامل اتباع میں ہے۔ جس سے اللہ کی محبت کا انعام ملتا ہے۔ یہی محبت ہماری زندگی کا مطلوب و مقصود ہے۔ اور اسی کے لئے اس عالم رنگ و بو کی تخلیق ہوئی۔ خدا کرے ہم اپنا مقصد حیات پائیں اور آنحضرتؐ سے سچی محبت کریں۔

نعت بحضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفےٰ مصطفےٰ تجھ پہ لاکھوں سلام
رحمتِ دوسرا تجھ پہ لاکھوں سلام

تیری ہر اک ادا ہے حسیں دلربا
تو محمدؐ بھی ہے اور تو ہی مرتضیٰ
تیری آواز میں ہے خدا بولتا
تو ہدایت بھی ہے تو ہی راہِ ہدیٰ
تو ہے نورِ ازل تو ہی خورشید و ماہ
وہ خدا سے ملا جس کا تو مقتدیٰ

احمدِ مجتبیٰ تجھ پہ لاکھوں سلام
سرورِ انبیاء تجھ پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ مصطفےٰ تجھ پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ مصطفےٰ تجھ پہ لاکھوں سلام

یہ شجر، یہ حجر، یہ ہوا، یہ فضا
تو عروجِ بشر، تو رفیقِ خدا
تیری خاطر بنے ہیں یہ ارض و سما
قابَ قوسین پر وہ تجھے آ ملا

تُو ہے آغاز بھی اور تُو ہی انتہا — سِدرۃُ المنتہیٰ پر ترا نقشِ پا

سیّدالانبیاء تجھ پہ لاکھوں سلام
خاتَمُ الانبیاء تجھ پہ لاکھوں سلام
مُصطفیٰ مُصطفیٰ تجھ پہ لاکھوں سلام
مُصطفیٰ مُصطفیٰ تجھ پہ لاکھوں سلام

تیری خُوشبو سے مہکی ہے بادِ صبا — تُو ہے قرآن بھی تُو ہی نُورِ خدا
تجھ سے مانگی ہے پھولوں نے دلکش رِدا — حق کی توحید کو تُو نے زندہ کیا
تُو سراپا غزل، تُو مجسّم حیا — دل بھی تیرے لئے جاں بھی تجھ پہ فدا

اے حبیبِ خُدا تجھ پہ لاکھوں سلام
اے رسُولِ خُدا تجھ پہ لاکھوں سلام
مُصطفیٰ مُصطفیٰ تجھ پہ لاکھوں سلام
مُصطفیٰ مُصطفیٰ تجھ پہ لاکھوں سلام

تیرے صبح و مسا ہیں دُعا ہی دُعا — آنسوؤں سے یہ دستِ دُعا بھر گیا
سر سے پاؤں تلک مَیں خطا ہی خطا — ساقیا ساقیا سُن لے میری صدا
مجھ پہ نظرِ کرم! اے شفیعِ الوریٰ — مجھ کو دَر پہ بُلا، آبِ کوثر پلا

تُو ہے شمس الضحیٰ تجھ پہ لاکھوں سلام

تجھ پہ صلِّ علیٰ تجھ پہ لاکھوں سلام
مُصطفےٰ مُصطفےٰ تجھ پہ لاکھوں سلام
مُصطفےٰ مُصطفےٰ تجھ پہ لاکھوں سلام

عطاء المنان طاہر

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا انٹرویو ۱۹ ؍ اگست ۱۹۹۶ء کو ہوگا

امسال جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو مورخہ ۱۹۔ اگست ۱۹۹۶ء کو ہوگا۔

ایسے نوجوان جو زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر / صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال فرمائیں۔ درخواست میں اپنا نام۔ ولدیت۔ تاریخ پیدائش۔ تعلیم۔ میٹرک میں حاصل کردہ نمبر اور مکمل پتہ درج کریں۔

اگر قبل ازیں وقف زندگی کے بارہ میں دفتر ہذا سے آپ کی خط وکتابت ہو تو دفتر ہذا کی سابقہ چٹھی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں۔

امیدواران قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت اور سلسلہ احمدیہ کی کُتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ دینی اور عام معلومات بہتر بنائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ)

سیرت طیبہ

ایمان افروز اور رُوح پرور ۔ روایات

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ..... کا اکرام ضیف اور مہمان نوازی

مرتبہ: محترم سمیع اللہ صاحب زاہد

چند متفرق رُوح پرور روایات ہدیہ قارئین کی جارہی ہیں جو حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے پاس تلاش حق کے لئے آنے والوں کے ساتھ محبت وشفقت اور اکرام ضیف سے تعلق رکھتی ہیں۔ روایات کے مطابق آپ کا یہ حُسنِ سلوک بلا امتیاز مذہب و ملّت کے تھا۔

مہمانوں کیلئے زیور بھی فروخت کر دیئے

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی ..... نے بیان کیا کہ

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ تھا۔ ان دنوں جلسہ کے لئے چندہ ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضور اپنے پاس سے صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔ اب ہمیں ضرورت نہیں۔ جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا۔ اگلے دن آٹھ یا نَو بجے جب چٹھی رسان آیا تو حضور نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رسان کے ہاتھ میں دس پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے جو مختلف جگہوں سے آئے ہوئے تھے۔ سَو سَو پچاس پچاس روپے کے اور ان پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور رہے ہیں۔ مہمانوں کے صرف کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ آپ نے وصول فرما کر توکّل

پر تقریر فرمائی۔ اور بھی چند آدمی تھے۔ جہاں آپ کی نشست تھی وہاں کا یہ ذکر ہے۔ فرمایا کہ جیسا ایک دنیادار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا لے لوں گا اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔" (روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی ص ۱۱۵)

حضرت اقدس مہمانوں کو واپس لے آئے

حضرت منشی صاحب...... کی روایت ہے کہ

"ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے اور چارپائی بچھائی جائے۔ خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا سامان اتروائیں چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہوگئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہوگئے۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب...... سے یہ ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے۔ جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو۔ حضور...... کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا۔ حضور ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا۔ اور حضور کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے۔ اور حضور نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے۔ حضور نے یکہ میں سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا کہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں، مگر وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے۔ حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا، مگر خدام نے اتار لیا۔ حضور نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کروائے۔ ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے۔ اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا۔ غرضیکہ تمام ضروریات اپنے سامنے مہیا فرمائیں اور جب تک کھانا نہ آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے۔ راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔ یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا۔ اگر یہاں آکر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہوگی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد وہ جب تک مہمان ٹھہرے رہے حضور کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹہ کے قریب ان کے پاس آکر بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے۔ جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا۔ حضور نے دو گلاس دودھ کے

منگوائے اور انہیں فرمایا یہ پی لیجئے۔ اور نہر تک انہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے۔ راستہ میں گھڑی گھڑی انہیں فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں آپ یکہ میں سوار ہولیں مگر وہ سوار نہ ہوئے۔ نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کر حضور واپس تشریف لائے۔" (روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب .... صفحہ ۱۰۱)

اس گاؤں کے ہم پر حقوق ہیں

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ...... بیان فرماتے ہیں:۔

"...... ایک مرتبہ بیگووال ریاست کپورتھلہ کا ایک ساہوکار اپنے کسی عزیز کے علاج کے لئے آیا۔ حضرت مسیح موعود ...... کو اطلاع ہوئی۔ آپ نے فوراً اس کے لئے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر قیام وطعام کا انتظام فرمایا اور نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ ان کی بیماری کے متعلق دریافت کرتے رہے اور حضرت مولوی نورالدین ...... کو خاص طور پر تاکید فرمائی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے یہ بھی ذکر کیا کہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے بزرگوں کو ایک مرتبہ بیگووال جانا پڑا تھا۔ اس گاؤں کے ہم پر حقوق ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی وہاں سے آجاتا تو آپ ان کے ساتھ خصوصاً بہت محبت کا برتاؤ فرماتے۔"

(سیرۃ حضرت مسیح موعود ...... صفحہ ۱۶۰
مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی....)

ایک عیسائی میڈیکل مشنری کی مہمانداری

حضرت عرفانی صاحب .... بیان فرماتے ہیں:۔

"بنوں کے ایک میڈیکل مشنری ڈاکٹر پینل تھے۔ یہ شخص بڑا دولت مند اور آنریری طور پر کام کرتا تھا۔ بنوں اور اس کے نواح میں اس نے اپنا بڑا دجل پھیلایا۔ ایک مرتبہ وہ ہندوستان کے سفر پر بائیسکل پر نکلا اور اس نے اپنے ساتھ کچھ نہیں لیا تھا۔ ایک مسلمان لڑکا بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ قادیان میں آیا اور یہاں ٹھہرا۔ حضرت اقدس نے باوجودیکہ وہ عیسائی اور سلسلہ کا دشمن تھا اس کی خاطر تواضع اور مہمانداری کے لئے متعلقین لنگرخانہ اور دوسرے احباب کو خاص طور پر تاکید فرمائی اور ہر طرح اس کی خاطر مدارت ہوئی۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود ...... صفحہ ۱۶۲)

ہمیں تو دوستوں کے وجود سے راحت پہنچتی ہے

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ...... حضرت اقدس کی مہمان نوازی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"حضرت کبھی پسند نہیں کرتے کہ خدام ان کے پاس سے جائیں ۔ آنے پر بڑے خوش ہوتے ہیں اور جانے پر بڑے کرہ سے رخصت دیتے ہیں اور کثرت سے آنے جانے والوں کو بہت ہی پسند فرماتے ہیں ۔ اب کی دفعہ دسمبر میں (۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے) بہت کم لوگ آئے ۔ اس پر بہت اظہار افسوس کیا اور فرمایا ۔ ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ کیا بن جائیں ۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں اور فرمایا جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا اسے ڈرنا چاہیئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے ۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جاوے تو ہماری مہمات کا متکفل خدا ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں ۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے ۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے نکال دینا چاہیئے ۔

میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت کو تکلیف دیں ۔ ہم تو نکمّے ہیں یونہی بیٹھ کر روٹی کیوں توڑا کریں ۔ وہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے ۔ کہ ان کے پَیر یہاں جمنے نہ پائیں ۔ ایک روز حکیم فضل الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں یہاں نکما بیٹھا کیا کرتا ہوں ۔ مجھے حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں وہاں درس قرآن ہی کروں گا ۔ یہاں مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں حضور کے کسی کام نہیں آتا اور شاید بیکار بیٹھنے میں کوئی معصیت ہو ۔ فرمایا آپ کا یہاں بیکار بیٹھنا ہی جہاد ہے ۔ اور یہ بیکاری بڑا کام ہے ۔ غرض بڑے دردناک اور افسوس بھرے لفظوں میں نہ آنے والوں کی شکایت کی ۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود ..... صفحہ ۴۹-۵۰ از حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ...)

مرحومین سے تعلق کے باعث دلجوئی کرنا

مولوی علی احمد صاحب ایم ۔ اے بھاگلپوری بیان کرتے ہیں کہ

"میں جب پہلی مرتبہ دارالامان میں فروری ۱۹۰۸ء کو آیا ۔ جب حضرت اقدس ..... کا وجود (باجود)

ہم میں موجود تھا۔ یوں تو حضرت اقدس کی مہمان نوازی اور اکرام ضیف کے قصے زبان زد خاص و عام ہیں لیکن میں اپنا ایک ذاتی تجربہ بیان کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ علاوہ خلیل اللہ جیسی مہمان نوازی کے حضور کو اپنے ان خدام و البستگان کا جن کو اس دار فانی سے رحلت کئے ایک عرصہ گزر گیا تھا کتنا خیال تھا۔ اور ان کی کیسی دلجوئی حضور فرماتے تھے۔ میں جس دن یہاں پہنچا تو ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر...... نے حضور کو ایک رقعہ کے ذریعہ مجھ جیسے ہیچمیرز آدمی کے آنے کی اطلاع کی اور اس میں اس تعلق کو بھی بیان کیا جو مجھے حضرت مولانا حسن علی صاحب واعظ اسلام..... سے تھا۔ جن کی وفات فروری ۱۸۹۶ء میں واقع ہوئی تھی۔ میں نے بچشم خود دیکھا اور اپنے کانوں سے سُنا کہ حضور نے مہمان خانہ کے مہتمموں کو بلا کر سخت تاکید میری راحت رسانی کی فرمائی۔ وہ بیچارے کچھ ایسے پریشان سے ہوگئے۔ میں نے انہیں کہہ کر کہ میں یہاں آرام اٹھانے اور مہمانداری کرانے نہیں آیا ہوں۔ میں اس مقصد کے حصول کی کوشش میں آیا ہوں جس کو لے کر حضور مبعوث ہوئے ہیں ان کو مطمئن کیا۔　(سیرت حضرت مسیح موعود...... صـ ۱۳۳-۱۳۴

از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی......)

مخالف کی خدمت و تواضع

حضرت عرفانی فرماتے ہیں :-

"حضرت مسیح موعود...... نے ابھی کوئی دعویٰ نہ کیا تھا۔ آپ مجاہدات کر رہے تھے اور عام آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک مولوی آیا جو بغدادی مولوی کے نام سے مشہور تھا۔ خصوصیت سے وہ وہابیوں کا بہت دشمن تھا اور جہاں جاتا تھا ان کی بہت مخالفت کرتا تھا۔ وہ قادیان میں بھی آیا تھا۔ باوجودیکہ وہ بہت گالیاں دیتا تھا۔ حضرت اقدس نے اس کی بہت خدمت و تواضع کی اور اکرام مہمان کے شعار کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ وہ اپنے وعظ میں وہابیوں کو گالیاں دیتا رہا۔ بعد میں لوگوں نے کہا کہ جس کے گھر میں تم ٹھہرے ہوئے ہو وہ بھی تو وہابی ہے۔ پھر وہ چُپ ہو گیا۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود...... صـ ۱۶۱-۱۶۲)

مضمون نگار حضرات سے : مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مضامین خوشخط۔ حاشیہ چھوڑ کر اور کھُلا کھُلا لکھا کریں۔ نیز حوالہ جات اصل کتب سے بمعہ ایڈیشن یا سنِ طباعت کے درج فرمادیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ ..... کے مضمون

"اسلامی اصول کی فلاسفی" کو شاندار خراج تحسین

الہام "مضمون بالا رہا" کا عظیم الشان ظہور

______ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب طاہر

"جس رنگ اور نورانیت کی قبولیت میرے مضمون کے پڑھنے میں پیدا ہوئی اور جس طرح دلی جوش سے لوگوں نے مجھے اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں..... اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہو گئے تھے اور ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دست غیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے......" (انجام آتھم ۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۶)

۱۸۹۶ء کے جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں حضرت اقدس مسیح موعود ..... کے مضمون کو جو خراج تحسین پیش کیا گیا اس کے کئی پہلو ہیں جن سے اس عظیم الشان مضمون کی فوقیت اور برتری نظر آتی ہے ۔

۱- خدا تعالیٰ کی طرف سے تحسین و خوشنودی :-

۱- میرے نزدیک اس خراج تحسین کا سب سے پہلا اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ خدائے قادر و توانا نے اس مضمون کی عمدگی، قبولیت، فصاحت و بلاغت اعجازِ اثر کے متعلق پہلے ہی الہاماً حضرت اقدس مسیح موعود...... کو خبر دے دی تھی۔ پس یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ اس مضمون کو سب سے پہلے دادِ تحسین خود خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوئی۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود...... نے جلسہ کے انعقاد سے ایک ہفتہ قبل ۲۱۔ دسمبر ۱۸۹۶ء کو "سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اس میں تحریر فرمایا:-

"یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے، اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب سُنے گا، مَیں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نور اس میں چمک اُٹھے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آجائے گی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف گزاف کے داغ سے منزہ ہے ...... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سُنیں شرمندہ ہو جائیں گی، اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔

مَیں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا۔ اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطع نکلا جو ارد گرد پھیل گیا۔ اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی۔ تب ایک

شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ ۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے ۔ جو جائے نزول و حلول انوار ہے اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں ۔ جن میں شرک اور بدعت کی ملونی ہے اور انسان کو خدا تعالیٰ کی جگہ دی گئی یا خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے ۔

سو مجھے جتلایا گیا ہے کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا ۔ اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے ۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۲۹۳-۲۹۴ اشتہار نمبر ۱۴۹)

پس یہ وہ کلمات تحسین ہیں جو خدائے عالم الغیب نے اس مضمون کے جلسہ اعظم مذاہب میں پڑھے جانے سے قبل ہی حضرت مسیح موعود ..... کو بتا دیئے تھے اور آپ نے ۲۔ دسمبر ۱۸۹۶ء کو یہ اشتہار شائع فرما دیا تھا ۔

۲۔ جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے دوران اس مضمون کی مقبولیت :۔

جو چیز آسمان پر شرف قبولیت پالیتی ہے اس کا زمین پر مقبولیت حاصل کرنا ایک اٹل حقیقت ہے ۔ اور خدا تعالیٰ کی بات پوری ہو کر رہتی ہے ۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

چنانچہ اس ذوالمعارف مضمون کو خراج تحسین کا دوسرا پہلو اسی سے متعلق ہے ۔

اس مضمون کو جب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے اپنی پرشوکت اور شیریں آواز میں پڑھ کر سنایا تو ہر طرف سے دادِ تحسین کے نعرے گونجنے لگے ۔ چنانچہ اپنوں اور غیروں سب نے اس مضمون کے اعلیٰ اور عمدہ ہونے کا اقرار کیا ۔ چنانچہ لالہ دھنپت رائے صاحب (جو کہ اس جلسہ کے سیکرٹری تھے) نے رپورٹ میں لکھا ۔

''پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا ۔ لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل ..... کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا ۔ اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو

نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا۔ اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہوگیا۔ اس وقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا۔ مختلف مذہب و ملل۔ اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے۔ اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیا کئے گئے لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا۔ اور ان کھڑے ہوئے شائقین میں بڑے بڑے رؤسا۔ عمائد پنجاب۔ علماء فضلا۔ بیرسٹر۔ وکیل۔ پروفیسر۔ اکسٹرا اسسٹنٹ۔ ڈاکٹر۔ غرض کہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے۔ ان لوگوں کے اس طرح جمع ہو جانے اور نہایت صبر و تحمّل کے ساتھ جوش سے برابر پانچ چار گھنٹہ اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان ذی جاہ لوگوں کو کہاں تک اس مقدس تحریک سے ہمدردی تھی۔ مصنّف تقریر اصالتاً تو شریک جلسہ نہ تھے۔ لیکن خود انہوں نے اپنے ایک شاگرد خاص جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مضمون پڑھنے کے لئے بھیجے ہوئے تھے۔ اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے۔ لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہوگئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون نہ ختم ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جاوے۔ ان کا ایسا فرمانا عین اہل جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشا کے مطابق تھا۔ کیونکہ جب وقت مقررہ کے گذرنے پر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کے لئے دے دیا تو حاضرین اور موڈیٹر صاحبان نے ایک نعرہ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی کارروائی ساڑھے چار بجے ختم ہو جانی تھی۔ لیکن عام خواہش کو دیکھ کر کارروائی جلسہ ساڑھے پانچ بجے کے بعد تک جاری رکھنی پڑی۔ کیونکہ یہ مضمون قریباً چار گھنٹہ میں ختم ہوا۔ اور شروع سے اخیر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔"　　(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب (دھرم مہوتسو) منعقدہ ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء صفحہ ۷۹ اور صفحہ ۸۰ بمقام اسلامیہ کالج لاہور ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۱۸۹۷ء مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور)

اس جلسہ میں سکھ ازم کے نمائندہ جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ کالج کمیٹی لاہور نے اپنی تقریر کے دوران ہی حضرت اقدس مسیح موعود...... کے اس مضمون کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

"عالی جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب جن کی کل عالمانہ تحریر سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو خوش

نہ ہوا ہو اور اس نے پسند نہ کی ہو ۔"

انہوں نے مزید کہا

"سوال اوّل انسان کی جسمانی اور اخلاقی اور روحانی حالات کے متعلق ہے حضرت میرزا صاحب نے اپنے مذہب کے لحاظ سے اس سوال کو بہت عمدہ طور پر بیان کیا ہے ۔"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۱۵۲-۱۵۳ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور)

ان احباب کے علاوہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور اور بہت سارے اخبارات و رسائل نے اس مضمون کی تائید و مقبولیت کے حق میں خوب لکھا اور اس مضمون پر شاندار خراجِ تحسین پیش کیا ۔ تاہم اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ کا تبصرہ یوں ہے ۔

اس اخبار نے اپنی ۲۴ ۔ جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں جلسہ اعظم منعقدہ لاہور اور "فتح اسلام" کے دوہرے عنوان کے تحت لکھا :۔

"...... حق تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا ۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے اپنے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا ۔ بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچے فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے ۔ بالا ہے ۔

صرف اسی قدر نہیں بلکہ اختتام مضمون پر حق الأمر معاندین کی زبان پر یوں جاری ہو چکا کہ اب اسلام کی حقیقت کھلی اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی ۔ جو انتخاب تیر بہدف کی طرح روز روشن میں ٹھیک نکلا اب اس کی مخالفت میں دم زدن کی گنجائش ہے ہی نہیں ۔ بلکہ وہ ہمارے فخر و ناز کا موجب ہے ۔ اس لئے اس میں اسلامی شوکت ہے اور اسی میں اسلامی عظمت اور حق بھی یہی ہے ۔"

(اخبار "جنرل و گوہر آصفی" مورخہ ۲۴ ۔ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۲
زیر عنوان جلسہ اعظم منعقدہ لاہور)

۳ ۔ مضمون کا انگریزی ترجمہ ۔ بلند پایہ تاثرات :۔ اس خراجِ تحسین کا تیسرا پہلو اس مضمون کے انگریزی ترجمہ کے غیر معمولی اثرات ہیں ۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے اس مضمون کے متعلق اپنا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں ۔

"خاکسار راقم الحروف نے بھی جب اپنے ایک یورپین مہربان مسٹر جی۔ ایم واڈنز ایم۔ اے کو جو گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے سینئر پروفیسر تھے اور میرے ٹیوٹر بھی تھے یہ کتاب بھجوائی تو انہوں نے مجھے جواب میں لکھا کہ میں نے نہایت شوق اور دلچسپی کے ساتھ اس کتاب کو پڑھا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے عیسائی دنیا میں جو اعتراضات اسلام کے متعلق پھیلے ہوئے ہیں وہ بہت حد تک دُور ہو جائیں گے۔"

(تبلیغِ ہدایت صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

اس واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب اس مضمون کا انگریزی ترجمہ THE TEACHINGS OF ISLAM کے نام سے شائع ہوا اور یہ ترجمہ شدہ مضمون جب انگریزی خوان طبقہ میں پہنچا تو اس پر ایک بار پھر داد و تحسین کے اداریوں اور مضامین سے اخبارات و رسائل گونج اُٹھے۔ چنانچہ سپریچوئل جرنل بوسٹن لکھتا ہے

"He finds in it only one point on which he expresses his dissent from "this pure Gospel" as he calls it."

(The Review of Religions July, 1912 p. 293)

"یہ کتاب ایک خالص بشارت ہے۔"

تھیاصوفیکل بک نوٹس نے یہ الفاظ درج کئے۔

"To us it seems the best and most attractive presentation of the Faith of Muhammad which we have yet come across."

(The Review of Religions July, 1912 p. 290)

"ہمارے نزدیک یہ کتاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے۔"

انڈین ریویو نے ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔

"We need hardly remark that such teachings will do credit to any religion. The book deserves to be in the hands of every Muhammadan student and also in the libraries of those who wish to know something of Muhammadan religion".

(The Review of Religions July, 1912 p. 293)

"ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ ایسی تعلیمات کسی بھی مذہب کے لئے اعزاز کا باعث ہیں یہ کتاب یقیناً اس قابل ہے کہ ہر اس شخص کے ہاتھ میں ہو جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کا مطالعہ کرنا چاہتا ہو۔ اسی طرح ان لوگوں کی لائبریریوں میں ہونی ضروری کتاب ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو جاننا چاہتے ہوں۔"

مسلم ریویو لکھتا ہے۔

".....the reader will meet with many true, profound, original and inspiring ideas which should interest the Muslim and the non-Muslims alike. A careful perusal of this little volume is well calculated to dissipate many of the misconceptions prevailing against Islam among a class of Christian Missionaries and writers to whom it strongly commended."

(The Review of Religions July, 1912 p. 295)

"اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اس میں بہت سچے، عمیق اصل اور روح افزاء خیالات پائے گا جو مسلم و غیر مسلم دونوں کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔ ہم بڑے زور کے ساتھ اس کتاب کی سفارش کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے اخبارات و رسائل نے خوب خراج تحسین پیش کیا۔ مثلاً انڈین سپیکٹیٹر (۲۸۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء)۔ انگلش میل (۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء)۔ ملوا کی جرنل۔ یو۔ ایس اے (۱۶۔ مارچ ۱۹۱۲ء)۔ برسٹل ٹائمز اینڈ مرر۔ دی سکاٹس مین (۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۱ء) شامل ہیں۔

۴۔ مضمون اسلامی اصول کی فلاسفی سے استفادہ کے رنگ میں خراجِ تحسین:

اس الٰہی تائید سے لکھے گئے مضمون کو خراج تحسین اس رنگ میں بھی پیش کیا گیا کہ بڑے بڑے علماء نے اس کتاب کے فصیح و بلیغ کلام کے اہم حصے اپنی کتب میں بلا حوالہ نقل کئے۔ اور اس مضمون کے اعجاز کا برملا اظہار تو نہ کیا مگر دینی احکامات کے فلسفہ و حکمت کو نقل کر کے ایک رنگ میں اس مضمون کو خراج تحسین پیش کیا۔

چنانچہ جناب مولانا بدرالدین صاحب بدر جالندھری سابق عربی ٹیچر گنٹونمنٹ ہائی سکول جالندھر نے تقسیم ہند سے قبل مسلمان بچوں اور نوجوانوں کی اخلاقی اور مذہبی تعلیم کے لئے سات حصوں پر مشتمل نصاب مرتب کیا اور اسے تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور نے شائع کیا۔ اس کتاب کے ساتویں حصہ "الانسان" میں حضرت مسیح موعود.... کے اسی مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے پیراگراف بلاحوالہ درج کئے ہیں۔

اسی طرح دیو بندی فرقہ کے رہنما حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی مشہور کتاب "احکام اسلام ۔ عقل کی نظر میں" کے صفحہ ۲۰۴ پر وجوہ حرمت خنزیر کے زیر عنوان لفظ بلفظ وہی مضمون درج فرمایا ہے جو اسلامی اصول کی فلاسفی میں درج ہے ۔

اسی طرح عفت کے متعلق اسلامی خلق کا فلسفہ بھی بلا حوالہ اپنی کتاب میں شامل کیا ہے ۔

پھر اسی کتاب یعنی "احکام اسلام ۔ عقل کی نظر میں" مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے عالم آخرت کے متعلق وہی اقتباس درج کیا ہے جو کہ اسلامی اصول کی فلاسفی میں حضرت اقدس مسیح موعود رقم فرما چکے ہیں [1] ......

اخبار چودھویں صدی کا خراج تحسین :-

آخر میں اخبار چودھویں صدی راولپنڈی کا خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے جو ایک نہایت جامع علمی تبصرہ ہے ۔ اخبار لکھتا ہے :-

"ان لیکچروں میں سب سے عمدہ اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا لیکچر تھا ۔ جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے پڑھا ۔ لیکچر دو دن میں تمام ہوا ۔ ۲۷ دسمبر کو قریباً ۴ گھنٹے اور ۲۹ ۔ کو دو گھنٹہ تک ہوتا رہا ۔ کل چھ گھنٹہ میں یہ لیکچر تمام ہوا جو حجم میں ۱۰۰ صفحہ کلاں تک ہوگا ۔ غرضیکہ مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہو گئے ۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین سے فرمائش کی جاتی تھی ۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا ۔ دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دیئے سچ تو یہ ہے کہ وہ جلسہ کے مستفسرہ سوالوں کے جواب بھی نہیں تھے ۔ عموماً سپیکر صرف چوتھے سوال پر ہی رہے اور باقی سوالوں کو انہوں نے بہت ہی کم مس کیا اور زیادہ تر اصحاب تو ایسے بھی تھے جو بولتے تو بہت تھے مگر اس میں جاندار بات ایک آدھ ہی ہوتی ۔ تقریریں عموماً کمزور اور سطحی خیالات کی تھیں ۔ بجز مرزا صاحب کے لیکچر جو ان سوالات کا علیحدہ علیحدہ مفصّل اور مکمل جواب تھا ۔ اور جس کو حاضرین جلسہ نے نہایت ہی توجہ اور دلچسپی سے سنا اور بڑا بیش قیمت اور عالی قدر خیال کیا ۔"

---

[1] یہاں تفصیل کا موقع نہیں ۔ عبارات دیکھنے کے لئے ملاحظہ فرمائیں بیسویں صدی کا علمی شاہکار مصنفہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد ۔

.... مرزا صاحب نے کُل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول و فروع اسلام کو دلائل عقلیہ اور براہین فلسفہ کے ساتھ مبرہن اور مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے ایک مسئلہ کو ثابت کرنا۔ اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔

مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظِ قرآنی کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرض کہ مرزا صاحب کا لیکچر بہ ہیئت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا۔ جس میں بے شمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے۔ اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہلِ مذاہب ششدر رہ گئے۔ .... مرزا صاحب نے انسان کی پیدائش سے لے کر معاد تک ایسا مسلسل بیان فرمایا اور عالم برزخ اور قیامت کا حال ایسا عیاں فرمایا کہ بہشت و دوزخ سامنے دکھا دیا۔ اسلام کے بڑے سے بڑے مخالف اس روز اس لیکچر کی تعریف میں رطب اللسان تھے ......"

آخر میں اخبار لکھتا ہے:۔

"بہر حال اس کا شکر ہے کہ اس جلسہ میں اسلام کا بول بالا رہا اور تمام غیر مذاہب کے دلوں پر اسلام کا سکہ بیٹھ گیا۔ گو زبان سے وہ اقرار کریں یا نہ کریں۔ واللّٰہ غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔"

الراقم (فیروز ڈسکوی)

(اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی یکم فروری ۱۸۹۷ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۱۴ ہجری یوم دوشنبہ)

یہ مضمون جو الٰہی تائید سے لکھا گیا۔ یہ مضمون جس کو قبل از اشاعت ہی کلماتِ تحسین سے نوازا گیا۔ یہ مضمون جس کو پڑھے جانے کے دوران ہی اور پھر اس کی اشاعت کے بعد خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ جس طرح یہ تمام باتیں سچ ثابت ہوئیں۔ اسی طرح آئندہ بھی ہمیشہ کے لئے خراجِ تحسین کا سلسلہ جاری رہے گا اور پیاسے اپنی رُوحانی پیاس اس سے بُجھاتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس بابرکت مضمون سے بہتوں کو فیضیاب فرمائے اور اس سے متعلقہ اس پیشگوئی کو ہمیشہ پورا فرماتا چلا جائے کہ

"اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔"

آپ کے خطوط

ماہنامہ انصاراللہ کی خصوصی اشاعت پر تاثرات

○ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب ۔ لندن

ماہنامہ انصاراللہ باقاعدگی سے مل رہا ہے ۔ ماشاءاللہ ہر شمارہ بہت محنت سے تیار ہوتا ہے اور ہر بار نہایت قیمتی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے ۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کے بارہ میں اشاعتِ خصوصی ایک مؤثر، ٹھوس اور جامع پیشکش ہے ۔ آپ نے مفید معلومات کو خوب چُن چُن کر اکٹھا کر دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے رفقاء کار کو بہترین جزا عطا فرمائے ۔ یہ اشاعتِ خصوصی تو انشاءاللہ اس موضوع پر ایک مفید ماخذ کا کام دیتی رہے گی ۔

○ محترم افتخار احمد صاحب ایاز صدر مجلس انصاراللہ ۔ یُو۔کے

عالمگیر جماعت احمدیہ ۔ سال ۹۶ء کو خدمتِ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کیلئے وقف کئے ہوئے ہے۔ جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ کا وجود ہے ۔ اور بفضلِ ایزدی دنیا کے ہر ملک میں احمدیت کا بیج بویا جا چکا ہے ۔ وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اُس عظیم الشان مضمون کو دنیا کے اہلِ بصیرت تک پہنچانے کی سعی و کوشش کر رہی ہے۔

"ماہنامہ انصاراللہ ۔ ربوہ" کی خصوصی اشاعت ۔ جون ۱۹۹۶ء ۔ بھی اُسی عالی مقصد کے حصول کی ایک سنہری کڑی ہے ۔ آپ ۔ اور آپ کے رفقاء کار نے حسن محبت ۔ محنت اور خلوص نیت سے "اسلامی اصول کی فلاسفی" پر جو محققانہ نظر ڈالی۔ اُس کے لئے خاکسار نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ تمام ممبران انصاراللہ۔ یو۔کے کی طرف سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے ۔

"گر قبول افتد ہے عزّ و شرف"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم سے مستقبل میں بھی "انصاراللہ" کے اوراق مزیّن کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے ۔ اور آپ اُن خزائن کی نشاندہی فرماتے رہیں جس کی طرف حضرت سلطان القلم ہر سعید رُوح کو بُلا رہے ہیں ۔

○ مکرم ڈاکٹر رشید اعظم صاحب (زعیم) STALEY یو۔ایس۔اے

ماہنامہ انصاراللہ کا ہر پرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے قابلِ تحسین خدمت انجام دے رہا ہے اور

احمدی انصار کی تربیت کیلئے بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ آپ کو جون ۱۹۹۶ء کی خصوصی اشاعت پر بہت مبارک ہو اور ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

○ **محترمہ سیّدہ نسیم سعید صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ لاہور**

ماشاء اللہ ہر رسالہ "انصاراللہ" باقاعدہ پڑھنے کی توفیق ملتی ہے۔ جس کے اداریئے۔ حضور کی کتب میں سے انتخابِ اقتباسات اور باقی مضامین سب ہی عمدہ اور زمانے کی ضرورت کے مطابق ہوتے ہیں۔

جون کی خصوصی اشاعت اسلامی اصول کی فلاسفی نمبر ملا۔ بہت اعلیٰ مضامین ہیں۔ اداریہ بھی بہت اچھا ہے۔ خدا تعالیٰ سلطان القلم کے روحانی فیض اور قوّتِ قدسیہ سے سب ہی لکھنے والوں کو وافر حصّہ عطا فرمائے۔ آمین

○ **مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب زعیم انصاراللہ حلقہ بیت الذکر فیصل آباد**

ماہنامہ انصاراللہ کا اسلامی اصول کی فلاسفی نمبر بہت ہی خوبیوں کا حامل ہے۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ..... کی تقریر دلپذیر۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ ..... کی عظیم شخصیت کے نئے رخوں کا وا ہونا۔ اور حقائق و معارف سے معمور اہم نکات۔ مضامین نے جریدہ کی علمی افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

○ **مکرم ملک محمد اعظم صاحب منتظم اشاعت مجلس ربوہ و نائب قائد تعلیم انصاراللہ۔ پاکستان**

ماہنامہ انصاراللہ ماہ جون ۹۶ء کا خصوصی اشاعت کا شمارہ بڑی دلچسپی اور لگن سے مطالعہ کیا۔ حقیقت ہے بہت لطف آیا۔ بہت مفید۔ بہت معلوماتی اور علمی نمبر ہے۔ خصوصاً آپ کا اچھوتا اداریہ اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے اہم نکات نکال کر علم کے موتیوں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ ....

آپ نے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے جو مشاہدات اور تاثرات دیئے ہیں واقعتاً ایمان افروز ہیں۔ اسی طرح مکرم عبدالسمیع خان صاحب نے کسوف و خسوف کے معجزہ کو اس عظیم المرتبت مضمون کے نشان سے ملا کر جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی بڑا ایمان افروز اور دلچسپ ہے۔

پھر آپ نے مضمون پر غیروں کے تبصروں کو یکجا کر کے محنت کا حق ادا کر دیا ہے۔ بہرکیف یہ عمدہ نمبر آپ کی محنت اور کاوش کا بہترین علمی کارنامہ ہے۔ میں دل کی گہرائی سے آپ کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

○ **مکرم محمد سعید احمد صاحب۔ لاہور**

رسالہ انصاراللہ کی خصوصی اشاعت (جون ۹۶ء) زیرِ مطالعہ آئی۔ بہت محنت کی گئی ہے۔ مبارک ہو۔

مرکزی امتحان سہ ماہی سوم

سالِ رواں کی تیسری سہ ماہی شروع ہو چکی ہے۔ جملہ زعماء انصاراللہ سے گزارش ہے کہ وہ براہ کرم درج ذیل امور کی طرف توجہ فرمائیں۔

۱۔ تعلیمی نصاب :۔

سہ ماہی سوم ۱۹۹۶ء کیلئے درج ذیل تعلیمی نصاب مقرر کیا گیا ہے۔

ا۔ قرآن کریم پارہ نمبر ۱۲ نصف آخر۔
ب۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" سوال نمبر ۲ تا آخر کتاب
ج۔ کتاب "زھق الباطل" ص ۱۵۱ تا ص ۲۹۶

۲۔ سہ ماہی لائحہ عمل :۔

سہ ماہی کے پہلے دو مہینے مقررہ تعلیمی نصاب کے مطالعہ اور امتحان کی تیاری کے لئے مقرر ہیں۔ جبکہ تیسرے مہینے کے پہلے دس دنوں کے اندر اندر انصار سے آمدہ امتحانی پرچے حل کروا کر مرکز کو واپس بھجوا دیئے جائیں۔

۳۔ تیاری کا مناسب انتظام :۔

زعماء کرام اپنی مجلس کے زیادہ سے زیادہ انصار کو اس نصاب کی تیاری کروانے کا تسلی بخش انتظام کریں۔ اس کے لئے مناسب ہوگا کہ تمام بیوت الذکر اور مراکز نماز میں کسی ایک نماز کے بعد انصار کو باقاعدگی سے درس و تدریس یا کلاس کی شکل میں یہ نصاب اچھی طرح پڑھا دیا جائے۔

۴۔ نصابی کتب :۔

سہ ماہی نصاب کی مقررہ کتب کا سب انصار کے پاس موجود ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ تاکہ انصار پوری طرح سے تیاری کر سکیں اور اس کے بعد بھی ان کتب کو زیر مطالعہ رکھیں۔ یہ کتب آپ اپنے ناظم صاحب ضلع یا مرکز سے حاصل کریں۔

(رفیق احمد ثاقب ۔ قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جاودانی

سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ...... فرماتے ہیں :۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک رُوحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے۔ نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثارِ صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شاملِ حال ہو جاتی ہیں۔ اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک منفرد انسان ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اپنے اسرارِ خاصّہ اُس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے۔ اور اپنی محبّت و عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اُس پر اُتارتا ہے اور اپنی برکات اس میں رکھ دیتا ہے۔ اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے۔ اُس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے اور اس کے دل سے نکاتِ لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں اور پوشیدہ بھید اُس پر آشکار کئے جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشّان تجلّی اس پر فرماتا ہے اور اس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنی استجابت دعاؤں میں اور اپنی قبولیّتوں میں اور فتح ابوابِ معرفت میں اور انکشاف اسرارِ غیبیہ میں اور نزولِ برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب رہتا ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر انہی امور کی نسبت اور اسی اتمام حجّت کی غرض سے کئی ہزار رجسٹری شدہ خط ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے نامی مخالفوں کی طرف روانہ کئے تھے۔ تا اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ رُوحانی حیات بجُز اتباع خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور ذریعہ سے بھی مل سکتی ہے تو وہ اس عاجز کا مقابلہ کرے۔ اگر یہ نہیں تو طالبِ حق بن کر یک طرفہ برکات اور آیات اور نشانوں کے مشاہدہ کیلئے حاضر آوے لیکن کسی نے صدق اور نیک نیّتی سے اس طرف رُخ نہ کیا اور اپنی کنارہ کشی سے ثابت کر دیا کہ وہ سب تاریکی میں گرے ہوئے ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ ۲۲۱-۲۲۲)